فہمِ حدیث

کلامِ نبویؐ کی صحبت میں

○

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند فرشتے حاضر ہوئے۔ اس وقت آپؐ سو رہے تھے۔ بعض نے کہا' آپؐ سوئے ہوئے ہیں۔ دوسروں نے کہا' آنکھیں سو رہی ہیں مگر دل جاگ رہا ہے۔ پھر وہ کہنے لگے: تمھارے ان صاحبؐ کے لیے ایک مثال ہے' اس مثال کو بیان کرو۔ اس پر بعض نے کہا' مگر یہ تو سو رہے ہیں۔ دوسرے بولے' آنکھیں سو رہی ہیں مگر دل جاگ رہا ہے۔

وہ کہنے لگے: ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان بنایا' اور اس میں کھانے کی دعوت کی۔ پھر ایک داعی بھیجا۔ جس نے اس داعی کی دعوت قبول کی وہ مکان میں آیا' اور اس نے کھانا کھایا۔ جس نے داعی کی دعوت قبول نہ کی' وہ نہ مکان میں آیا' نہ اس نے کھانا کھایا۔

پھر انھوں نے کہا' اس مثال کا مطلب بھی بیان کرو تاکہ آپؐ صاف صاف سمجھ لیں۔

بعض نے کہا' یہ تو سو رہے ہیں۔ دوسرے بولے' آنکھیں سو رہی ہیں مگر دل جاگ رہا ہے۔

وہ کہنے لگے: وہ مکان جنت ہے' اور داعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس نے محمدؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی' اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی۔ محمدؐ (نیک و بد) لوگوں کو الگ الگ کر کے ممیّز کرنے والے ہیں۔ (بخاری' مسلم)

دارمی میں حضرت ربیعہ الجرشیؓ کی روایت میں ہے: جس نے کھانا کھایا' مالک مکان اس سے خوش ہوا ... جس نے دعوت قبول نہ کی' مالک اس سے ناراض ہوا ... مکان والا تو اللہ ہے' محمدؐ داعی ہیں' گھر اسلام ہے' اور کھانا' جنت۔

اللہ کی رضا' اسلام میں داخلہ' جنت کا انعام' ان سب کا راستہ ایک اور صرف ایک ہے: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع۔ آپؐ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے' آپؐ کا اتباع ہی اللہ کی محبت ہے۔

○

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا:

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے' لوگ اس وقت کھجور کے درختوں میں پیوند لگایا کرتے تھے۔ حضورؐ نے پوچھا: یہ تم کیا کرتے ہو؟ لوگوں نے بتایا: ہم یہ کرتے رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرو تو توقع ہے کہ تمھارے لیے بہتر ہو۔ لوگوں نے پیوند کاری ترک کر دی' مگر پیداوار کم ہو گئی۔

رافعؓ کہتے ہیں: اس کا ذکر لوگوں نے آپؐ سے کیا' تو آپؐ نے فرمایا:

میں تو ایک انسان ہی ہوں۔ جب میں تمھیں تمھارے کسی دینی معاملہ میں حکم دوں تو تم اس پر عمل کرو۔ مگر جب میں تمھیں اپنی رائے سے کچھ بتلاؤں' تو پھر میں بس ایک انسان ہی (کی طرح رائے دیتا) ہوں۔ (مسلم)

دوسری روایت میں ہے: آپؐ نے فرمایا' اپنے دنیاوی معاملات سے تم زیادہ باخبر ہو۔

تبلیغِ رسالت کا تعلق عقیدہ و ایمان اور زندگی بسر کرنے کے اخلاق و ضوابط سے ہے۔ ان امور کے بارہ میں آپؐ نے جو کچھ فرمایا وہ از قبیلِ وحی ہے' اور واجب الاطاعت۔ جہاں خاموشی اختیار کی وہاں آزادی دی کہ دین کے دائرہ میں رہتے ہوئے جو مناسب سمجھو وہ کرو۔

امورِ دنیا سے مراد فنی قسم کے معاملات ہیں۔ مثلاً زراعت' باغ بانی' صنعت و حرفت' طب وغیرہ۔ زندگی کے دیگر شعبے' مثلاً سیاست' معیشت' معاشرت' اخلاق' تبلیغِ رسالت کے تحت آتے ہیں اور ان کے بارہ میں حضورؐ کے احکام و ہدایات کی اطاعت ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے' اور ضروری نہیں کہ دنیاوی فنون و امور کے بارہ میں آپؐ کی ہر بات پر عمل واجب ہو۔ ان معاملات میں فنون کے ماہرین و تجربہ کار زیادہ باخبر ہو سکتے ہیں۔

○

حضرت عروہ بن عبداللہؒ حضرت معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد قرہؓ نے بیان کیا:

میں قبیلہ مزنیہ کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے آپؐ سے بیعت کی۔ اس وقت حضورؐ کے کرتے کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ میں اپنا ہاتھ آپؐ کے گریبان سے اندر لے گیا' اور مہرِ نبوت کو چھوا۔

(عروہؒ کہتے ہیں) میں نے معاویہؓ اور قرہؓ (بیٹے اور باپ) دونوں کو ہمیشہ اس حال میں دیکھا کہ ان کے کرتے کے بٹن کھلے رہتے تھے' جاڑے میں بھی اور گرمی میں بھی۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا' اور حضورؐ کی دعوت کی۔ میں بھی رسول اللہؐ کے ساتھ کھانے پر گیا۔ انھوں نے رسول اللہؐ کے سامنے جَو کی روٹی اور گوشت کا شوربا پیش کیا جس میں لوکی پڑی ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ نبیؐ پیالہ میں چاروں طرف لوکی کے ٹکڑے تلاش کر رہے ہیں۔ بس اس دن سے مجھے لوکی محبوب ہو گئی۔ (بخاری' مسلم)

حضرت انسؓ نے یہ بھی فرمایا' اس دن کے بعد سے میں جس سالن میں بھی لوکی ڈلوا سکتا' ضرور ڈلواتا تھا۔ (ترمذی)

یہ محبت کے تقاضے ہیں' اطاعت کے نہیں۔ نہ گرمی و سردی میں بٹن کھلے رکھنا وہ سنت ہے جس کا اتباع لازم ہو' نہ لوکی کا محبوب ہونا۔

لیکن جس کو حضورؐ سے محبت ہو' وہ زیادہ سے زیادہ آپؐ کے رنگ میں رنگ جانے میں لگا رہے گا' ہر ادا کو اختیار کرے گا' ہر نقشِ قدم پر چلے گا۔

○

حضرت عمر بن الخطابؓ بیان کرتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی تھا' اس کا نام عبداللہ' اور لقب حمار تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہؐ اسے شراب نوشی کے جرم میں کوڑے لگانے کی سزا دے چکے تھے۔ ایک دن پھر وہ اسی جرم میں پکڑ کر لایا گیا' آپؐ نے کوڑے لگانے کا حکم دیا' اور کوڑے لگا دیے گئے۔

اس پر ایک شخص بولا: اے اللہ' تو اس پر لعنت فرما' کتنی کثرت سے یہ پکڑ کر لایا جاتا ہے۔

یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو لعنت مت کرو' بخدا میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔ (بخاری)

ایک روایت میں ہے: صحابہؓ نے کہا' خدا تجھے رسوا کرے۔ حضورؐ نے فرمایا' ایسامت کہو' اور اس کے مقابلہ میں شیطان کی مدد مت کرو (بخاری)۔ ایک اور روایت میں ہے: حضورؐ نے فرمایا' بلکہ کہو' اے اللہ' اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما۔ (ابو داؤد)

ارادہ کے کمزور آدمی سے بھی گناہ سرزد ہو جائے' تو اس گناہ کا شرعی نتیجہ اسے بھگتنا ہو گا۔

لیکن استقامت کی کمی اور گناہِ کبیرہ کے ارتکاب کے معنی یہ نہیں کہ اس سے نفرت کی جائے' اس کو برا بھلا کہا

جائے' اس پر لعنت برسائی جائے اور بجائے دعا کے اس کے لیے بددعائیں کی جائیں۔ بلکہ اس کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے' اور اسے اپنے ساتھ باندھ کر رکھا جائے۔

گناہِ کبیرہ کے مرتکب کے دل میں بھی اللہ اور رسولؐ کی محبت کی تڑپ ہو سکتی ہے اور قابلِ قدر ہے۔

شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ وہ نیک لوگوں سے کٹ جائے' تاکہ مزید گناہ کی دلدل میں پھنستا جائے۔

بخاری میں اس حدیث کا عنوان ہے: شراب خور پر لعنت کرنا ناپسندیدہ ہے' اور وہ ملت سے خارج نہیں ہوتا۔

○

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت رکھنے والے لوگ تو وہ ہیں جو میرے بعد ہوں گے' اور یہ تمنا کریں گے کہ اپنا گھربار اور مال' سب قربان کر کے کسی طرح مجھے دیکھ پاتے۔ (مسلم)

حضرت انسؓ سے ایک روایت میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمنا ہے کہ میں اپنے بھائیوں سے ملتا۔ آپؐ کے صحابہؓ نے عرض کیا: ہم بھی تو آپؐ کے بھائی ہیں! فرمایا: تم میرے صحابی ہو' بھائی تو وہ لوگ ہیں جو مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے۔ (احمد)

حضرت ابو جمعہؓ سے ایک روایت میں ہے' حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے رسول اللہؐ سے پوچھا: کیا ہم سے بہتر بھی کوئی ہو سکتا ہے' ہم نے آپؐ کے ساتھ اسلام قبول کیا' آپؐ کے ساتھ جہاد کیے۔ حضورؐ نے فرمایا: ہاں' وہ لوگ جو میرے بعد ہوں گے' اور مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے۔ (احمد' حاکم)

اس بشارت پر ہم جتنا خوش ہوں اور جتنے شادیانے بجائیں کم ہے۔

شرفِ صحابیت سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں' اور یہ اب کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا' لیکن آپؐ کو آنکھوں سے دیکھے بغیر آپؐ پر ایمان لانا' آپؐ کو دیکھنے کی تمنا میں تڑپنا' اور سب کچھ قربان کر دینا --- یہ وہ شرف ہے جس کے حاملین کو آپؐ نے اپنا بھائی کہا ہے۔ ولمثل ھذا فلیعمل العاملون (ایسی چیز کے لیے محنت کرنے والے محنت کریں)۔

(مرتبہ: خ-م)